اداریہ

برقی کتاب(E-Book) کے زمانے میں اشاعتی اورنشریاتی سرگرمیاں اس حدتک بڑھ گئی ہیں کہ دنیا کی ہر زبان اور ادب اس کے زیرِ اثر آ چکے ہیں۔اردوزبان کی تاریخ کا قصہ دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی سے جڑ جاتا ہے جب کہ فرانسیسی زبان کااحوال بھی مذکورہ زمانہ کا قصہ ہے۔آغاز تا سترہویں صدی عیسوی اردوزبان نے برصغیر میں اطراف واکناف کے تقریباً تمام خطوں کو فتح نہیں تو متاثر ضرور کیا یوں اردوزبان مقامی تہذیب وثقافت کا آئینہ ہوتی چلی گئی اوراس کے ادبی معیارات مسلّم ہوتے گئے جبکہ ادب کا قصہ اصناف سے جڑتا چلا گیا۔اصناف کسی بھی زبان سے پیوستہ کلچر کی کوکھ سے جنم لیتی ہیں۔مستعار اصناف یا تو کلچر سے ہم آہنگ ہوجاتی ہیں یا پھر متروک! اردو ادب میں جملہ اصناف کا قصہ بھی اسی نوع کا ہے۔قصیدہ عربی سے فارسی بعدازاں اردو میں آیا لیکن غزل کی طرح خطّے سے ہم آہنگ نہ ہوسکا لہٰذا متروک ہو چلا ہے۔غزل کا معاملہ دو ہے کی روایت سے اس درجہ باہم ہوا کہ اب غزل کا ہر شعر دومصرعوں کی نظم معلوم ہوتا ہے۔

فنون کے فروغ کا زمانہ تہذیبی تشخص کا زمانہ ہوتا ہے! فنون کا ہر شعبہ تخلیقی سطح پر تشخص کا حامل ہوتا ہے! یہ بات سمجھنے کی ہے کہ تہذیبی تشخص ہی جمالیاتی اقدار کا روزنامچہ ہوتا ہے! جہاں تشخص نہیں ہوتا وہاں فن کی بجائے موضوعی نوعیتیں اس طرح سر ابھارتی ہیں کہ ادب صحافت کا روپ دھار لیتا ہے۔

صدیق الرحمٰن قدوائی کا یہ کہنا کہ'<u>آج اردو کا دامن بہت پھیلا ہوا ہے۔مگر فنی اور تخلیقی اعتبار سے ہمارے ہاں سنّاٹا دکھائی دیتا ہے۔</u>' ''اردوادب''، دہلی کے مدیرِ اعلیٰ کا یہ فکری اظہار یقیناً غوروفکر کی دعوت دیتا ہے۔یوں لگتا ہے کہ اشاعتی اورنشریاتی وسائل نے اردوادب کو سطحیت سے ہمکنار کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔اگراس بات کو یوں کہا جائے کہ کل تک ادب کی گود میں میڈیا تھا مگر آج میڈیا کی گود میں ادب ہے تو بے جا نہ ہوگا۔آج کے ناقد کا مجموعی احوال بالکل اسی طرح کا ہے کہ جیسے سرگم جانے بغیر موسیقی پر بات کرنا۔

کورونا وائرس (COVID-19) کی وبا کی لپیٹ میں دنیا کا ایک تہائی خطّہ آچکا ہے جب کہ مارکیٹنگ اورافادیت کی وبا نے ادب بالخصوص اردو زبان وادب کو اپنی لپیٹ میں ایسا لیا کہ آج پروموٹر رائٹر کا روپ دھار چکا ہے۔ جس معاشرے میں ایسا ہوجائے تو سمجھ لیجیے کہ وہ معاشرہ تیزی سے اپنے تشخص سے جڑی ہوئی اقدار سے عاری ہوتا چلا جارہا ہے کبھی یہی نوعیت سترہویں صدی کے یورپ کی بھی تھی کہ جہاں ۱۶۴۰ء میں اہلِ دانش جمع ہوئے اوراس کا نتیجہ ۱۶۶۵ء میں رائل سوسائٹی آف لندن کے ''سائنس میگزین'' کی صورت ظہور پذیر ہوا۔توہم پرستی میں گلے گلے تک مبتلا معاشرہ تحقیق وتنقید کے باعث ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوا۔ ۳۵۵ برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ای بک کے زمانے کی اشاعتی اورنشریاتی سرگرمیاں یورپ میں علوم وفنون کی تازہ کاریوں کا اہتمام کیے ہوئے ہیں۔ ہماری ایچ ای سی کو بھی تحقیق کے وہ معیارات مقرر کرنے چاہییں جن سے ہمارا تشخص نمایاں ہو۔کہنے کی بات نہیں کہ اردو زبان وادب کے ماہرین پاک وہند میں دستیاب ہوں گے نا کہ جاپان،چین یا دیگر ممالک میں! معاملہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے آکسفورڈ سے کوئی انگریزی میں پی ایچ ڈی کرے اور اس کا مقالہ پاک و ہند کا کوئی پروفیسر جانچے۔ پتا نہیں یہ صورتِ حال کب ختم ہوگی۔اقبال کی طرح ہم بھی اُمیدِ بہار رکھے ہوئے ہیں۔

یہ شمارہ ایچ ای سی کے مطلوبہ معیارات کے مطابق محققین اور مبصرین کے تعاون سے شائع کیا جارہا ہے۔

(ش۔ ا)